یثرب میں اسلام کی کرنیں......

مفتی محمد طیب معاویہ

دس سال کا طویل عرصہ بیت چکا ہے، عرب کے ریتلے صحرا سے اٹھنے والی ہواؤں کے بگولوں میں تپش بڑھتی ہی جا رہی ہے، تاریخ انسانی کی سیاہ ترین رات میں، کھلی فضاؤں کے اندر، سلگتے ایک چراغ کو بجھانے کے لیے آندھیوں کے جھکڑ ہر چہار طرف سے لپک رہے ہیں......ایک ٹمٹماتا ہوا "دیا" جو گھپ اندھیرے میں، ظلمتوں کے باسیوں کو سر اٹھا اٹھا کے دعوت دے رہا ہے کہ آؤ! میں تمھیں روشنی میں نہلانا چاہتا ہوں، میرے قریب آؤ! میں تمھارا سراپا ایسا منور کرنا چاہتا ہوں کہ تمھارے بے نور کو دیکھتے دیکھتے بہت سی آنکھیں اپنا نور کھو بیٹھیں گی......لے آؤ میرے پاس اپنے بجھے ہوئے خالی چراغ! میں انہیں مانجھوں گا، قلعی کروں گا، شفاف شیشہ کی چمنی لگاؤں گا، اور پھر ان میں ایسا بھڑکیلا تیل انڈیلوں گا کہ جس کی صرف چمک سے ہی کئی روشنیاں خیرہ ہو جائیں گی......ہاں! پھر میں ان چراغوں کو اپنے وحی والے دیے سے ایسا روشن کروں گا کہ اس کی روشنی بڑھتی ہی چلی جائے گی......مگر ظلم و ظلمتوں کے پروردہ اس دیے کو نہ صرف بجھانا بلکہ مٹانا چاہتے ہیں......کبھی اس پر بولہبی پتھر گرتے ہیں تو کبھی بوجہلی تھپیڑے برستے ہیں......پھولوں سے بھی بڑھ کر خوشبو بکھیرنے والا یہ چراغ کبھی کانٹوں کی زد میں آتا ہے تو کبھی اونٹ کا اوجھ ڈال کر اس کی خوشبو باندھنے کی کوشش کی جاتی ہے......جی ہاں! چالیس برس تک......عرب کے ہر دانشور کی آنکھ میں امید کی کرن بن کر چمکنے والا "محمد"......صدیوں سے جاری قبائلی جنگوں کو "حلف الفضول" کے ذریعہ ختم کرنے والا صلح جو "محمد"......حجر اسود کی تنصیب کا فیصلہ کرنے والا فہم و فراست کا مالک، عدل کا علمبردار "محمد"......"رسول اللہ" بنتے ہی انہی آنکھوں میں کھٹکنے لگتا ہے جن کے لئے یہ کبھی امید کی کرن تھا......پھر صلح کرانے والا خود دشمنوں کی زد میں آجاتا ہے......عدل و انصاف کرنے والا عدالت کا خواستگار نظر آتا ہے......اپنے بیگانگی کی حدیں بھی پار کر جاتے ہیں......محبتوں کا دم بھرنے والے نفرتیں برسانا شروع کر دیتے ہیں......ناز و نعم میں بچپن و جوانی گزارنے والا قریش کا یہ لاڈلہ بڑھاپے کی جانب قدم بڑھاتے ہی عداوتوں کا شکار ہو جاتا ہے......ہر دن

ایک نئی مصیبت جھیلتا ہے، اس نے مکہ میں رہ کر بھی کعبۃ اللہ سے جدائی کا غم برداشت کیا، عرب کے معزز ترین خاندان کا فرد ہونے کے باوجود بھی اس نے کئی کئی راتیں چھپ کر گزاریں...... عزت وعظمت کے القاب سننے والے اس شخص نے ایک ایک زبان سے بیسیوں گالیاں سنیں...... پھر وہ وقت بھی آیا کہ اسے اور اس کے خاندان کو مکہ کی بستی سے نکال کر پہاڑوں کے درمیان قید کر دیا گیا...... تین سال بعد اس قید بامشقت سے رہائی ملی تو ظاہری سہارا دینے والا چچا اور حوصلہ بڑھانے والی رفیقہ حیات آخرت کو سدھار گئے۔

عزم وہمت کو بھی حوصلہ دینے والا یہ انسان مکہ سے طائف کی طرف روانہ ہوا، مگر یہ بھی تو ایک جنگل تھا، جس میں ابھی تک درندوں کا ہی راج تھا، حد تو یہ کہ انہوں نے تو درندگی کو بھی مات دے دی اور انہوں نے ملکوتیت میں بھی سراسیمگی پھیلادی...... رستے زخموں اور ٹوٹتے جسم کے ساتھ ہاتھ بلند ہوئے تو زبان پر صرف یہ تھا:

"اے اللہ! میں اپنی قوت کی کمزوری، تدبیر کی کمی اور لوگوں کی نگاہ میں بے توقیری کی شکایت صرف تیرے سامنے رکھتا ہوں، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے! تو ہی کمزوروں کا والی ہے، تو ہی میرا رب ہے، تو مجھے کس کے سپرد کر رہا ہے؟ کیا کسی ایسے شخص کے حوالے کر رہا ہے جو میرے ساتھ بے مروتی برتے یا کہ دشمن کو مجھ پر غلبہ دے رہا ہے؟ تاہم اگر تو مجھ پر ناراض نہیں تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں، لیکن تیری طرف سے عافیت ہی میرے لئے سہولت کا ذریعہ ہے، میں تیری ذات کی نورانیت، جس نے تمام اندھیروں کو روشن کیا اور دنیا و آخرت کے نظام کو درست کیا، کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تو مجھ پر ناراض ہو، میں تو تجھے ہی خوش کرنا چاہتا ہوں، برائی سے بچنے اور نیکی کے کام کرنے کی توفیق تو تیری ہی جانب سے ہے"۔

مکہ اس زمانہ میں ایک تجارتی شہر تھا، حج کے عالمگیر اجتماع کی وجہ سے اسے مرکزیت حاصل تھی، حج سے پہلے اور بعد میں مکہ کے اردگرد کئی میلے اور منڈیاں لگتی تھیں، "عکاظ"، "مجنہ" اور "ذوالمجاز" نامی ان میلوں میں صرف خرید وفروخت ہی نہیں بلکہ اپنے اپنے فن کا مظاہرہ بھی ہوتا تھا، مقابلے بھی ہوتے تھے اور مباحثے بھی چلتے، یہی وجہ تھی کہ عرب کے تقریباً تمام خاندان نہ صرف ان میں شرکت کرتے بلکہ قوموں کے وڈیرے یہاں آ کے کئی کئی روز تک خیمہ زن رہتے، اسی طرح حج کے دنوں میں بھی منیٰ کے اندر مختلف علاقوں اور خاندانوں کے خیمے الگ الگ ہوتے، پورے پورے خاندان اپنے سردار کی قیادت میں یہاں پر بھی پڑاؤ ڈالے ہوتے تھے۔

ابوبکر صدیقؓ ابتداء ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے تھے، ان کے دل میں اسلام ونومسلموں کی فکر بھی تھی اور تبلیغ کا جذبہ بھی، چنانچہ صدیقؓ نے نبی کی رفاقت میں اس دعوتی تحریک میں حصہ لے کر کسی بھی امتی کی طرف سے تبلیغ اسلام کی ایک نئی طرح ڈالی، اسی پاداش میں صدیق کو بھی نبی کی طرح مصائب کا سامنا کرنا پڑا، انہیں بھی پتھروں کا نشانہ بنایا گیا، ان کا جسم بھی لہولہو ہوا، انہیں بھی مکہ جیسا شہر چھوڑنے پر مجبور کیا گیا مگر

جاری ہے